

جہادِ حریت اور علماءِ حق

ہمارے اسلاف اپنے کردار کے آئینہ ہیں

جنابِ اخترِ راحی۔ جے اے

مولانا لیاقت علی آبادی

وطن و ولادت | مولانا پرگنہ پائل ضلع الہ آباد کے ایک دیہات ہنگاؤں کے رہنے والے تھے۔ ہنگاؤں الہ آباد سے دس میل مغرب کی جانب ٹرنک روڈ پر واقع ہے۔ مولانا کا یوم ولادت قطعی طور پر متعین نہیں کیا جاسکتا البتہ قرائن سے عبدالباری عاصی ایم اے نے ۱۸۵۷ء تا ۱۸۶۲ء کے دوران میں ان کی ولادت بتائی ہے۔

تعلیم و تربیت | مولانا کے والد ہر علی کاشتکار تھے اور اسی پر گزر بسر تھی۔ البتہ ان کے بھائی داعم علی فوج میں ملازم تھے۔ مولوی صاحب نے اپنے چچا داعم علی کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اور خداداد صلاحیتوں کی بدولت جلد ہی اپنے علاقے میں درجہ امتیاز حاصل کر لیا

ملازمت اور وعظ و تذکرہ | غالباً چچا ہی کی صحبت و مشورہ سے فوج کی ملازمت کر لی۔ لیکن سال بھر سے زیادہ اس کا فرائض حکومت کے لئے سپاہیانہ خدمات انجام نہ دے سکے۔ قیاس چاہتا ہے کہ یہ اثر تحریک مجاہدین کا ہی تھا، کیونکہ بعد میں مولوی صاحب تحریک مجاہدین کے سرگرم پروانے بن گئے تھے۔ اپنے وعظ و تقریر میں انگریزی حکومت پر نوک جھونک کر بجاتے تھے۔ جیسا کہ مفتی شہابی لکھتے ہیں:

”وعظ و تذکیر میں اقتدارِ نصاریٰ پر تلیمائے اشار سے کہ جاتے تھے، اور اپنے مریدین کو جہاد کی ترغیب و تشویق کی تلقین کرتے تھے۔“

مولانا محض وعظ و خشک نہ تھے، بلکہ زہد و تقویٰ میں بھی نمایاں حیثیت کے حامل تھے۔ سلسلہ قادریہ میں منسلک تھے، اور بیسیوں لوگ ان کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ مولانا سید احمد شہیدؒ کی تحریک سے متاثر تھے اور کیوں نہ ہوں جبکہ اسی مجاہدانہ تحریک نے آزادی کی لگن ہر دل میں پیدا کر دی تھی اور ہر گلی کوچے میں ”جہادِیہ“ کا بار بار اٹھا۔ شاعروں نے منظوم جہاد دئے اور رجزیہ نظمیں لکھ کر اس تحریک کو عوامی بنا دیا تھا۔

مولانا لیاقت علی نے صرف ”سننے“ ہی اس عظیم مقصد کے لئے کام نہ کیا بلکہ ”دے“ اور ”قدے“ بھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔ انہوں نے تحریک جہاد کی نشر و اشاعت کیلئے مولوی خرم علی پلہوری (م ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء) کے جہاد دئے کے پہلے ۲۷ اشعار کو شائع کر کر تقسیم کیا اور ۲۴، ۲۵، اور ۲۶ ویں اشعار کو باقتضائے حالات بدل دیا۔ اس منظوم نشر و اشاعت کے علاوہ ایک منشور اعلان بھی بھیجا۔

انگریزوں کی نگاہ میں | انگریز حکام نے مولانا کی شخصیت کو ایک ”گنام“ نام شہری سے زیادہ حیثیت نہیں دی۔ اولاً تو میلسن کے وقائع نگاروں کو مولانا کے بارے میں کچھ پتہ ہی نہ چلا، اور جب ایک انسر کی معرفت معلوم ہوا تو یہ لکھا کہ ”غدر سے پہلے یہ ایک غیر معروف باشندے تھے۔“ مسٹر ویلاک (Willock) لکھتا ہے کہ مولانا لیاقت علی

”ذات کے باندے تھے۔ درس و تدریس ان کا پیشہ تھا۔ انتہائی تقدس کے باعث انہوں نے اپنے گاؤں میں بڑی عزت و حرمت حاصل کر لی تھی۔ جب بناوٹ کا آغاز ہوا تو پرگنہ پائل کے زمینداروں نے جو کسی بھی قائد کی پیروی کے لئے تیار نہ تھے۔ اس شخص کو اپنا سروراء چن لیا۔ اور شہر پہلے بول دیا۔ شاہ دہلی کیا جنت سے اسی کو صلح کا گورنر بنا دیا گیا۔“

ویلاک کے اس بیان میں تضاد نمایاں ہے۔ اگر وہ کوئی غیر معروف آدمی تھے تو انہیں عوام میں مقابلاً محترم کیسے حاصل ہو گیا؟ اور اگر وہ محترم نہ تھے تو پھر زمینداروں کا اپنا سروراء بنا لینا ہی کیا معنی رکھتا ہے؟

تعبیر | مولانا کے والد کا شکار تھے نہ کہ باندے اور اگر باندہ کی ہی ان کا پیشہ ہو تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ عزت و احترام تو صالحیت اور قابلیت پر مبنی ہے نہ کہ کوئی پیشہ ذلیل محترم بناتا ہے۔ مولانا ایک خوددار حریت پسند تھے وہ بھلا انگریزوں سے کیسے راہ و رابطہ رکھتا

اور معروف بننے کے لئے کوشاں رہتے۔

انقلاب | ۹ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ چھاؤنی میں سرکشی کا واقعہ پیش آیا۔ اور اس کے ساتھ
الہ آباد میں جہاد کے نعرے بلند ہونے لگے۔ ۵ جون کو جہاد کا باقاعدہ اعلان ہوا اور ۱۴ جون کو مولانا
لیاقت علی الہ آباد پہنچے۔ اور قیادت سنبھال لی۔ خسرو باغ الہ آبادی کو مستقر بنایا گیا اور انقلابی حکومت
کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مولانا نے انتظامی امور کے لئے تھانیدار اور تحصیلدار مقرر کئے۔

میلیٹس لکھتا ہے کہ ”پیروان اسلام میں مولوی صاحب کا نام ہر ایک کی زبان پر تھا۔“
عارضی حکومت | انقلابی حکومت کے قائم ہونے پر انگریز قلعہ میں محصور ہو گئے۔ مولانا کے
ساتھی انگریزی توپوں کی زد سے باہر مظاہرے بھی کرتے رہتے۔ مفتی شہابی کے بیان کے مطابق
مولانا کے مریدوں کے لئے رام چند نامی ہندو کی سرکردگی میں ہندوؤں کی ایک تعداد بھی ان کا ساتھ
دے رہی تھی۔

مولانا نے پہلے جہاد یہ غریب بہ خرم علی بھوری شائع کیا تھا، اب ایک نثر میں دعوت
عام چھپوائی اور اسے تقسیم کیا، عوام کو جہاد پر کرایا، کنہیا لال نے اس اعلان کا پورا متن درج کیا
ہے۔ مولانا نے اس اعلان میں انگریزی مظالم کو ایک ایک کر کے گنایا اور اسلامی نقطہ نظر سے
جہاد کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

چنانچہ اس اشتہار اور اعلان عام کے بعد ۱۴ جون کو انگریزوں اور مجاہدین میں مقابلہ ہوا اور
بدقسمتی سے انگریزوں کا پلڑا بھاری رہا اور الہ آباد پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ مولانا الہ آباد سے نکل کر
نانا راؤ کے پاس کانپور چلے گئے۔ نانا راؤ نے جو فتح پور کی مہم پر بھیجا۔ اس مہم میں بروایت میلیٹس
”الہ آباد کا مولوی“ بھی شامل تھا۔ کانپور میں مولانا نے بخشی ذین العابدین کے مکان پر قیام کیا تھا۔
جون ۱۸۵۷ء میں مولانا پھر احمد اللہ شاہ کے ساتھ سرگرم کارزار دکھائی دیتے ہیں۔
احمد اللہ شاہ کی شہادت کے بعد مولانا لیاقت علی گجرات آ گئے۔

مولوی لیاقت علی ایک سال بڑا وہ میں رہے پھر لاہور میں قیام کیا۔ ہر جگہ اپنی علمی جہالت
اور عقلمندی کی بنا پر سب محفل رہے۔ لاہور کے قیام کے دوران میں مولانا نے ایک مسجد تعمیر کرائی۔
مولانا کے اصلاحی جذبے میں بالکل کمی واقع نہ ہوئی، بلکہ پہلے سے زیادہ سرگرمی دکھاتے رہے۔
کئی قبیح رسوم کو ختم کیا اور ”فرقہ جہاد یہ“ کے نام سے لوگوں کی بیعت حاصل کرتے تھے۔
۱۸۶۷ء میں ابراہیم محمد یاقوت خان تخت نشین ہوئے۔ ریاست میں تمام مقدمات شریفیت

اسلامی کے مطابق فیصل ہوتے تھے۔ مولانا لیاقت علی اور صوفی عبدالاحد لاچپوری یہ فرائض انجام دیتے تھے۔

یہیں مولانا نے کرنک یا جے پور کے ایک، عالم کی صاحبزادی سے شادی کر لی، جن سے ایک لڑکی امت الشدائی پیدا ہوئی، دس سال تک مولانا لاچپور میں مقیم رہے۔ آخر انگریزی حکومت کو ان کے بارے میں اطلاع مل گئی۔ مولانا ٹوہ پا کر لاچپور سے بمبئی چلے گئے اور یہیں گرفتار ہو گئے۔

عام طور پر یہ روایت مشہور ہے کہ مولانا الہ آباد سے شکست کھانے کے بعد دہلی آئے تھے اور بادشاہ سے فوجی اعاد طلب کی تھی لیکن بخت خان کے ساتھ لکھنؤ کا پروانہ ولایت لے کر لکھنؤ چلے گئے۔ مضی شہابی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے الہ آباد گئے اور پھر لکھنؤ۔ لیکن یہ دونوں روایات درست نہیں۔ لکھنؤ کا پروانہ ولایت کیسے مل سکتا ہے۔ جبکہ وہاں بر جیس قدر تخت نشین ہو چکا تھا۔ اور ہاں ان کے پاس کوئی سپاہ بھی نہیں اور واپس بھلا الہ آباد جانے میں کیا راز ہے؟ پھر مزید کڑی جوڑی جاتی ہے کہ وہ اودھ سے نیپال چلے گئے۔ انگریزی حکومت نے نیپال کے راجے کو مفرد واپس کرنے کو کہا تو حکومت نیپال نے چند افراد کے علاوہ سب کو واپس بھیج دیا۔ ان ہی میں مولانا لیاقت علی بھی تھے۔ چنانچہ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن یہ

خشت اول چوں ہند معمار کج تاثر یا مے رود دیوار کج
عبدالباری عاقی ہی کا بیان درست معلوم ہوتا ہے۔

مولانا لیاقت علی گرفتار ہوئے اور مقدمہ بغاوت چلا۔ مقدمہ کیا تھا۔ انگریزوں نے اپنے انتقام کی خاطر دو چار پیشوں کے بعد سزا بعزور دریا ئے شہر کا حکم سنا دیا۔ ۱۸۶۹ء میں انڈیمان پہنچے تقریباً ۲۳ سال تک انڈیمان میں اسیری کی زندگی بسر کر کے ۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔

مولوی محمد جعفر تھانیسری نے انڈیمان سے روانگی پر جو دعوت اپنے دوستوں کو دی ان میں مولانا لیاقت علی الہ آبادی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو اسارت میں بھی اپنے ہم مسلک مجاہدین سے کس قدر انس تھا۔